مکاتیب

بسم اللہ

لندن۔ ۹ نومبر ۲۰۰۷

محترم مولانا راشدی صاحب زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

نومبر کا الشریعہ ابھی ملا ہے۔ کل میں وطن کے لیے نکلنے کا ارادہ کیے ہوں۔ ایسے میں کچھ لکھنے لکھانا تو مولانا محمد علی جوہر جیسے خدامستوں ہی کا کام تھا (رحمۃ اللہ علیہ)، مگر ایک ایسا مراسلہ آپ نے اس شمارے میں مجھ سے متعلق دے دیا ہے کہ سب کام چھوڑ کے چند سطریں اس پر ضروری معلوم ہوئیں۔

مجھے ازحد افسوس ہے کہ لال مسجد پر میرا مضمون محترم مراسلہ نگار کے لیے دلی صدمے کا باعث بنا۔ اللہ کی پناہ میں اس بات سے چاہتا ہوں کہ میری کسی بات سے کسی بندۂ مؤمن کی دل آزاری ہو۔ اس لیے میں موصوف سے اور ایسے ان تمام لوگوں سے معافی چاہوں گا جنھیں اس مضمون سے تکلیف پہنچی ہو، یہ الگ بات ہے کہ مضمون کے بارے میں میں مراسلہ نگار سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ معذرت خواہی کے ساتھ ساتھ مجھے مراسلہ کے اس پہلو کی داد بھی دینی ہے کہ ایسی دل آزاری کے شکوے کے باوجود کوئی سخت لفظ اس کے اظہار و بیان میں نہیں ہے۔ ابھی گزشتہ شمارے میں ایک مراسلہ قاضی محمد رویس خاں ایوبی صاحب کا نکلا تھا، اس کا خیال کرتا ہوں تو جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے محترم مولانا محمد اصغر کے اس ظرف اور ضبطِ نفس کی داد کے لیے الفاظ سوچنے کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ اللہ کرے ان کا یہ طرز ونمونہ ہمارے یہاں عام ہو۔

مراسلے میں متعین طور پر میری ایک غلطی پر گرفت بھی ہے، کہ عبدالرشید غازی صاحب سے مذاکرات کے ڈرافٹ کا حوالہ دیتے ہوئے میں نے ایک صحافی کی بات کو علما کے بیان پر ترجیح دے لی اور ''گھر میں رکھا جائے گا'' والے نکتے کو ''ان کے گھر میں رکھا جائے گا'' بتا دیا۔ اس میں اتنی بات تو صحیح ہے کہ میرے مضمون میں ''گھر'' کے بجائے ''ان کے گھر'' کے الفاظ ہیں، مگر یہ صحافی کے الفاظ نہیں تھے۔ صحافی نے مفتی رفیع صاحب کے حوالے سے صرف ''گھر'' ہی لکھا تھا۔ یہ میرے فہم کی غلطی تھی کہ میں نے ''گھر'' کو غازی صاحب کا اپنا گھر سمجھ لیا، اور اس غلطی پر مجھے تنبّہ اس وقت ہوا جب بعد میں مفتی صاحب کا تفصیلی مضمون اس قصہ پر آیا۔ الغرض واقعہ یہ نہیں تھا کہ میں نے علما کے بیان پر کسی دوسرے کے بیان کو ترجیح دے دی تھی۔

والسلام

عتیق الرحمٰن سنبھلی